ہفتہ وار رسالہ: 408
WEEKLY BOOKLET: 408

باپ کی عظمت و شان

صفحات 24

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

باپ کی عظمت وشان [1]

دُرُود شریف کی فضیلت

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جس نے کتاب میں مجھ پر دُرُودِ پاک لکھا تو جب تک میرا نام اُس میں رہے گا فرشتے اُس کے لیے اِستغفار (بخشش کی دُعا) کرتے رہیں گے۔ [2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ماں کی محبت کے ساتھ ساتھ باپ کی محبت کا بھی اِظہار ہونا چاہیے

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! والدین کی خدمت بہت بڑی سعادت ہے، بعض لوگ ماں باپ کی خدمت اور بَرَکت سے بہت دور رہ جاتے ہیں، وہ اِس بات کو سمجھ نہیں پاتے کہ یہ کتنی بڑی ہستیاں ہیں۔ ماں کے بارے میں تو ہم بہت سنتے رہتے ہیں کہ ماں کی دُعا جنَّت کی ہوا۔ ماں کے قدموں تلے جنَّت ہے۔ [3] ماں کے قدموں کو

مدینہ

1 ...... یہ بیان مبلغ دعوتِ اسلامی و رُکنِ شوریٰ، حاجی ابو مدنی، عبد الحبیب عطاری مدظلہ العالی نے یکم صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بمطابق 18 ستمبر 2020ء کو فیضانِ اعلیٰ حضرت مسجد، منظور کالونی کراچی میں اپنے والدِ مَرحوم کی بَرسی کے موقع پر اُن کے اِیصالِ ثواب کے لیے منعقد کیے جانے والے عاشقانِ رَسول کے سنتوں بھرے اِجتماع میں فرمایا۔ جب آپ کا یہ بیان مدنی چینل پر آن ائیر ہوا تو امیرِ اہلِ سنَّت حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے آپ کو دُعاؤں سے نوازا اور اِس مواد پر تحریری صورت میں بھی رِسالہ آنے کی خواہش کا اِظہار فرمایا۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اَہلِ سُنَّت)

2 ...... معجمِ اوسط، باب الالف، من اسمہ احمد، ۱/ ۴۹۷، حدیث: ۱۸۳۵۔

3 ...... مسند الشھاب، ۱/ ۱۰۲، حدیث: ۱۱۹۔

جنَّت کی چوکھٹ فرمایا گیا۔[1] ماں، ماں ہی ہوتی ہے، اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ ماں کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا، ماں کا دُنیا میں کوئی نعم البدل نہیں ہے لیکن والد کی خدمت اور اَدب و اِحترام کے حوالے سے وہ چیز نظر نہیں آتی جو آنی چاہیے اور نہ ہی والد سے اتنی محبت کا اِظہار کیا جاتا ہے حالانکہ ہماری زندگی میں والد کی ایک خاص اَہمیت اور اہم کِردار ہے۔

والد کی خدمت نے بیٹے کو مالامال کر دیا

ایک شخص کے چار بیٹے تھے، وہ بیمار ہوا، تو اُس کے ایک بیٹے نے اپنے بھائیوں کے سامنے بڑا عجیب فارمولا پیش کیا کہ تم تینوں مل کر والد صاحب کی تیمار داری کرو، جب تم اتنی بڑی نیکی کماؤ گے تو پھر وراثت میں سے حصہ نہ لینا یا مجھے یہ کام دو کہ میں والد صاحب کی تیمار داری کروں، ساری خدمت بجالاؤں اور وِراثت میں سے کوئی حصہ نہ لوں۔ بڑی عجیب سی بات تھی پیسے کون چھوڑتا ہے مگر وہ بھائی جانتا تھا کہ والد کی خدمت کا کیا اَجر ہے؟ چنانچہ تینوں بھائیوں نے کہا: اِس سے اچھی اور کیا بات ہے تم ہی والد کی خدمت کرو اور وِراثت میں سے کچھ نہ لو۔ بہر حال یہ فارمولا طے ہو گیا اور وہ بھائی اپنے والد کی خدمت کرتا رہا، یہاں تک کہ والد کا اِنتقال ہو گیا۔ اُس خدمت گار بیٹے نے وِراثت میں سے کوئی حصہ نہیں لیا کیونکہ وعدہ کیا تھا میں والد کی خدمت کروں گا تو میراث میں سے حصہ نہیں لوں گا۔ اب کیا ہوا ایک رات وہ سویا اسے خواب میں

---

[1] ......درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ٩/٦٠٦۔

آواز آئی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ فلاں جگہ پر جاؤ اور وہاں 100 دِینار یعنی 100 سونے کے سکے موجود ہیں وہ لے لو۔ اس شخص نے خواب میں بتانے والے سے پوچھا کہ کیا اُن 100 دِینار میں بَرَکت ہے؟ اُس نے کہا: بَرَکت نہیں ہے۔ صبح اُٹھ کر اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا: مجھے خواب میں ایک جگہ بتائی گئی ہے کہ وہاں 100 دِینار ہیں مگر میں نے لینے سے اِنکار کر دیا کیونکہ اُن میں بَرَکت نہیں ہے۔ بیوی نے کہا: عجیب آدمی ہو، پہلے میراث چھوڑ دی، اُس میں سے بھی کچھ حصہ نہیں لیا، اب 100 دِینار مل رہے تھے، تم غریب بھی ہو یہ تو لے لیتے۔ اس نے کہا: مجھے وہ مال نہیں چاہیے جس میں بَرَکت نہ ہو۔ دوسری رات سویا پھر اسے خواب میں ایک جگہ دِکھائی گئی کہ فلاں جگہ پر سونے کی 10 اَشرفیاں ہیں وہ لے لو۔ اس نے کہا: کیا اُن میں بَرَکت ہے؟ کہا: ان میں بَرَکت نہیں ہے۔ صبح اُٹھ کر اس شخص نے بیوی کو بتایا تو بیوی نے کہا: عجیب آدمی ہو، 100 دِینار سے 10 پر آگئے ہو، 10 تو لے لیتے۔ کہا: بَرَکت نہیں تو مجھے نہیں چاہیے۔ تیسری رات سویا تو پھر خواب میں ایک جگہ دِکھائی گئی کہ وہاں ایک دِینار ہے وہ لے لو۔ اس نے پوچھا: کیا اس میں بَرَکت ہے؟ خواب میں بتایا گیا کہ ہاں! اس میں بَرَکت ہے۔ چنانچہ یہ شخص صبح اُٹھ کر اُس جگہ گیا اور وہاں سے ایک دِینار اُٹھا کر لے آیا۔ اِس کے بعد اُس نے اس دِینار سے گھر والوں کے لیے دو مچھلیاں خرید لیں کہ اور کچھ نہیں تو گھر والوں کو اچھا کھانا تو کھلا دوں۔ جب گھر آیا اور اُس نے دونوں مچھلیوں کا پیٹ چاک کیا تو ان دونوں مچھلیوں کے پیٹ سے ایک ایک موتی نکلا، یہ

بڑے ہی عجیب و غریب اور Unique (انوکھے) موتی تھے، اس نے ان موتیوں کو اپنے پاس رکھ لیا۔

اُسی دِن بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ مجھے اِس کلر اور اِس ڈیزائن کا موتی چاہیے، بادشاہ کے نمائندے سارے شہر کے جیولرز کے پاس گئے مگر کہیں سے بھی اس طرح کا موتی نہ مل سکا۔ آخر کار پتا چلا کہ فلاں محلے میں ایک بندہ ہے جس کا مچھلی کے پیٹ سے ایسا موتی نکلا ہے جس کی مثل لوگوں نے نہیں دیکھا۔ لوگ ڈھونڈتے ہوئے اس کے دَروازے تک پہنچ گئے۔ موتی دیکھا تو کہا: بادشاہ کو ایسا ہی موتی چاہیے، جب بادشاہ کو وہ موتی دِکھایا گیا تو اس نے بھی کہا: ہاں یہی موتی ہے۔ اب اس موتی کی قیمت پوچھی گئی، چونکہ پہلے کے زمانے میں گدھوں اور گھوڑوں پر سامان لادا جاتا تھا تو اس شخص نے کہا: 30 خچر (یعنی 30Mules) سونا۔ بادشاہ نے 30 خچر پر سونے کی بوریاں لَدوا کر اس سے موتی خرید لیا۔ ایک دِینار کی بَرکت سے کتنا مال ہو گیا، وہ بھی ابھی ایک ہی موتی بِکا ہے۔ بادشاہ نے یہ موتی لے کر اس کام کا جو ایکسپرٹ تھا اُسے دیا، اُس نے بادشاہ سے کہا: ایک موتی سے خوبصورتی نہیں آئے گی، اِس کی جوڑی ہونی چاہیے، جب اِسی طرح کا دوسرا موتی ملے گا تب اِس کی اصل ویلیو بنے گی۔ بادشاہ نے کہا: ایک اور موتی تلاش کرو اگرچہ دُگنی قیمت دینی پڑے۔ پھر موتی تلاش کیا گیا مگر کہیں نہ ملا، واپس لوگ اسی شخص کے دَروازے پر پہنچے، اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس اِس طرح کا دوسرا موتی بھی ہے؟ اس نے کہا: اِس طرح کو دوسرا موتی تو ہے لیکن وہ تمہیں

ڈبل قیمت پر ملے گا، چنانچہ انہوں نے اس شخص سے 60 خچر سونے کے بدلے میں وہ موتی خرید لیا۔[1] اِس واقعہ سے ہمیں والد کی خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ بے شک تھوڑا مال جس میں بَرَکت ہو اُس زیادہ مال سے بہتر ہے جو حرام کا ہو اور بَرَکت سے خالی ہو۔ بہر حال اس بیٹے نے والد کی خدمت کی تو اللہ پاک نے اسے غیب کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔

ماں کی خدمت کا صِلہ

اِسی طرح کا ایک مشہور قرآنی واقعہ سورۂ بقرہ میں بھی موجود ہے، بقرہ عربی میں گائے کو کہتے ہیں، اِس سورت میں اُس گائے کا واقعہ ہے جو دُنیا کی سب سے مہنگی ترین گائے تھی، جس کی قیمت میں اس گائے کی کھال میں سونا بھر کر اس زمانے کے لوگوں نے اُس نوجوان کو دیا تھا جس نے اپنی ماں کی خدمت کی تھی، ماں کی اِطاعت کی تھی تو اللہ پاک نے اُسے ایسی گائے عطا کر دی کہ اُس جیسی گائے پوری دُنیا میں کہیں اور نہ تھی۔[2]

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! اِن واقعات میں جو بات سیکھنے والی ہے اِس میں والدین اور بچوں دونوں کے لیے دَرس ہے۔ والدین کہتے ہیں کہ بچوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ کر جانا ہے، اَرے بھئی! بچوں کے لیے تو کما رہا ہوں، بچوں کے لیے گھر بنانا

مدینہ

1 ...... حلیۃ الاولیاء، طاؤس بن کیسان، ۸/۴، حدیث: ۴۵۷۳، رقم: ۲۴۹ بتصرفٍ قلیلٍ۔

2 ...... تفسیر صاوی، پ ۱، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۷۱، ۷۵/۱۔ اِس قرآنی واقعے اور اِس سے حاصل ہونے والی بہت سی عبرت انگیز اور نصیحت آمیز باتیں معلوم کرنے کے لیے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "عجائبُ القرآن مَع غرائبُ القرآن" کے صفحہ 37 تا 41 کا مُطالعہ کیجیے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت)

ہے، فیکٹری بنانی ہے، یہ نہیں سوچتے کہ بچوں کے لیے حلال کمارہے ہیں یا حرام؟ بچوں کی تَربیت کیا کر رہے ہیں؟ یاد رکھیے! جو شخص بچوں کے لیے مال چھوڑ کر جائے اور بچوں کی تَربیت نہ کرے تو وہ اس مال سے حرام کام کریں گے تو عذاب اُسے ملے گا۔ حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبدُ الْعزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کے بارے میں آتا ہے جب آپ دُنیا سے جانے لگے تو آپ کے پاس بہت تھوڑا سا مال تھا۔ کسی نے کہا: آپ نے اپنے بچوں کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ نے کیا شاندار جواب دیا کہ اگر میرے بچے اللہ پاک کے نافرمان ہیں تو ان کے لیے کچھ چھوڑ کر جانا دُرُست ہی نہیں کہ وہ اُسے غلط کاموں میں خرچ کریں گے اور اگر اللہ پاک کے فرمانبردار ہیں تو اللہ پاک اپنے غیب کے خزانوں سے انہیں عطا فرمادے گا، انہیں خود ہی غنی کر دے گا اور ان کی روزی میں بَرَکت ڈال دے گا۔[1]

حلال تھوڑا بھی ہو اُس میں بَرَکت بہت ہوتی ہے

یہاں دو باتیں قابلِ ذِکر ہیں: پہلی بات نیک اَولاد جو والدین کے چھوڑے ہوئے مال کو صحیح طریقے سے اِستعمال کرے اور دوسری بات مالِ حلال۔ اگر حلال مال تھوڑا بھی ہو تو اللہ پاک اُس تھوڑے مال میں بھی اَولاد کے لیے بَرَکت ڈال دیتا ہے۔ دُنیا میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اَربوں پتی لوگ اپنے بچوں کے لیے بہت بڑا Business (کاروبار) چھوڑ کر دُنیا سے جاتے ہیں، اُن کے بچے غَلَط کاموں میں لگے ہوتے ہیں،

مدینہ

1 ...... احیاء العلوم، کتاب ذم البخل و ذم حب المال، بیان ذم المال و کراھۃ حبہ، ۲۸۸/۳۔

تھوڑے ہی عرصے میں سارے بزنس کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے، مگر غریب آدمی بعض اوقات دُنیا سے جاتا ہے، اُس کی اَولاد نیک ہوتی ہے، اللہ پاک اُنہیں ایسا نوازتا اور ان کے مال میں بَرکت ڈالتا ہے کہ وہ اپنے والد سے بھی کاروبار میں آگے نکل جاتے ہیں۔ اللہ پاک سے حلال روزی مانگنی چاہیے کہ مولا! جو بھی دے حلال دے، بَرکت والا دے، خیر اور سکون والا دے۔ حلال بھلے تھوڑا بھی ہو وہ بہت بَرکت والا ہوتا ہے۔ کئی کروڑ پتی لوگ ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں کہ رات بھر سو نہیں پاتے جبکہ ایک ٹھیلہ لگانے والا غریب آدمی رات کو سکون کی نیند سوتا ہے، پانچ وقت کا نمازی ہوتا ہے اور اُس کے بچے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل چیز Peace of Heart (دِل کا سکون) ہے، نوٹیں ضَروری نہیں، دِل کا سکون ضَروری ہے۔

والد سایہ دار دَرخت ہے

یاد رَکھیے! والد وہ سایہ دار دَرخت ہے جو دھوپ اپنے اوپر لیتا ہے اور بچوں کو سایہ دیتا ہے، دِن رات کام کرتا ہے کہ بچے خیر سے کھانا کھائیں، ہمیں پتا نہیں چلتا مگر والد اپنی خواہشات کو قربان کر کے ہمیں کھلا رہا ہوتا ہے اور ہماری فرمائشیں پوری کر رہا ہوتا ہے، جب بچہ بازار میں جا کر فرمائش کرے کہ ابو یہ لینا ہے اور ابو دیکھیں کہ یار جیب میں پیسے اتنے نہیں ہیں مگر بچہ بڑی ضِد کر رہا ہے تو والد اپنے بجٹ کو آؤٹ کر کے بھی اپنے بچے کی خواہش کو پوری کرتا ہے، یہ ہمارے والد نے ہمارے ساتھ کیا اور آپ کے والد نے بھی آپ کے ساتھ کیا ہے کہ خود تکلیفیں اُٹھائیں مگر بچوں کو آسانیاں

فراہم کیں۔ یاد رَکھیے! دَرخت کے پتّوں کے نیچے سایہ ہوتا ہے مگر دَرخت اوپر سے بہت گرم ہوتا ہے کیونکہ وہ ساری دھوپ اپنے اوپر لے لیتا ہے۔ اللہ پاک نے یہ والد اتنی بڑی نعمت دی ہے جو انگلی پکڑ کر چلنا سکھاتا ہے، والد ہمیشہ چاہتا ہے کہ میرا بیٹا ترقی کرے، دُنیا میں عموماً لوگ کسی کو ترقی کرتے ہوئے دیکھنا پسند نہیں کرتے، لوگ حسد کا شکار ہو جاتے ہیں مگر باپ وہ ہستی ہے جب اس کا بیٹا ترقی کرتا ہے تو اُسے خوشی ہوتی ہے، کیونکہ والد اور اَولاد کا جو رِشتہ ہے وہ بے لوث رِشتہ ہے، وہ اپنے غم سہے گا مگر اپنے بچوں کو غمگین نہیں ہونے دے گا۔ بچہ Demoralize (مایوسی کا شکار) ہو جائے یا کسی مشکل میں آجائے وہ اس کا حوصلہ بڑھائے گا، اس سے کہے گا: بیٹا! گھبرانا نہیں، میں ہوں نا، حالانکہ وہ خود بھی گھبرایا ہوا ہوتا ہے، وہ خود بھی ٹینشن میں ہوتا ہے مگر گھر میں کسی کو بتاتا نہیں کہ میرے اوپر کتنی Problems (پریشانیاں) آئی ہوئی ہیں۔ اسے معلوم ہے کہ بچوں کو بتاؤں گا یا بچوں کی ماں کو بتاؤں گا تو یہ سب بھی ٹینشن میں آجائیں گے، انہیں ٹینشن میں ڈالنے کی کیا ضَرورت ہے؟ اَرے میں ہوں نا! بَرداشت کرلوں گا، پھر کبھی قرضے اُٹھاتا ہے تو کبھی مشکل زندگی گزارتا ہے مگر اپنے بچوں پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دیتا۔

ماں باپ کی خدمت کرنے والے خوش نصیب ہوتے ہیں

ایک وقت آتا ہے جب بچہ جوان اور والد بوڑھا ہو جاتا ہے، اب بچے کی باری ہوتی ہے کہ وہ والد کی خدمت کرے۔ یاد رَکھیے! اگر ہم ساری زندگی بھی ماں باپ کی

خدمت کریں تب بھی ان کا اِحسان اور بدلہ نہیں اُتار سکتے کیونکہ انہوں نے اُس وقت ہماری خدمت کی جب ہمیں چلنا نہیں آتا تھا، کھانا کھانا نہیں آتا تھا، ہم بے لباس اور کمزور تھے، انہوں نے ہمت کی اور ہمیں پال کر ایک تناور دَرخت بنایا۔ اب جب ان کی خدمت کی باری ہے تو ہمیں سعادت سمجھ کر ان کی خدمت کرنی چاہیے۔ خوش نصیب ہے وہ اَولاد جس کو ماں باپ کی خدمت کا موقع ملتا ہے، ورنہ کئی ماں باپ تو ایسے ہوتے ہیں وہ خدمت کا موقع ہی نہیں دیتے، ہماری خدمت کرتے کرتے دُنیا سے چلے جاتے ہیں۔ بندہ کہتا ہے مجھے تو Chance (موقع) ہی نہیں ملا، آخر وقت تک والد ہی ہمیں کھلاتا رہا، والد ہی ہمارے اوپر مہربانی کرتا رہا، ہماری ماں ہی ہم پر مہربانی کرتی رہی، اَرے ہمیں تو موقع ہی نہیں دیا کہ ہم ان کی کچھ خدمت کرسکتے۔

(اِس موقع پر مبلغ دعوتِ اسلامی ورُکنِ شوریٰ، حاجی ابو مدنی، عبد الحبیب عطاری مدظلہ العالی نے اپنی والدۂ ماجدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:) "میری والدۂ مَرحومہ کا جب اِنتقال ہوا، میں اس وقت پاکستان میں نہیں تھا بلکہ بغداد شریف میں تھا۔ مجھے گھر والوں نے بتایا تھا کہ جس رات والدہ کا اِنتقال ہوا اُس رات کا کھانا انہوں نے خود بنایا تھا، اس وقت بھی انہوں نے اپنی خدمت کا موقع فراہم نہیں کیا۔ وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کرتی رہتی تھیں کہ اے اللہ پاک! مجھے اپنے سِوا کسی اور کا محتاج نہ کرنا۔ اللہ پاک نے ان کی دُعا کو قبول فرمالیا۔" اب اس سے بڑا بدنصیب کون ہے جس کو والد یا والدہ کی خدمت کا موقع ملا اور وہ یہ کہے کہ میں اِس بوڑھے یا بوڑھی کی وجہ سے پریشان ہو گیا ہوں۔ اتنے پیسے

ماں باپ پر خرچ کروں؟ تُف ہے ایسی اَولاد پر جو اپنے والدین کی خدمت کرنے کو بوجھ سمجھتی ہے۔ خُدارا! یہ ہمارے پیسوں کا نصیب ہے کہ وہ والدین پر خرچ ہو جائیں کیونکہ ساری زندگی تو انہوں نے ہی خرچ کیا نا، جو کچھ دیا انہوں نے ہی دیا۔ ہم جو کچھ ہیں اور ہمیں جو عزت ملی، شہرت ملی اور دولت ملی یہ سب ماں باپ کا صَدقہ ہے اور اِس میں والد کا بہت بڑا کِردار ہے اور ہماری حالت یہ ہوتی ہے کہ ہم بعض اوقات والد کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتے۔ میری ماں مجھے کھلاتی ہے، میری ماں مجھے پلاتی ہے، میری ماں مجھے سینے سے لگاتی ہے، میری ماں مجھے کوئی چیز لا کر دیتی ہے تو ماں کو پیسے کون دیتا ہے؟ کما کر کون لا رہا ہوتا ہے؟ والد پورے گھر کا پلر ہوتا ہے مگر کوئی اس کا شکریہ ادا نہیں کر رہا ہوتا اور اُس کی اِس تکلیف کو سمجھ نہیں رہا ہوتا۔ والد پورے گھر کا محسن اور پورے گھر کے لیے سایہ دار دَرخت ہوتا ہے جو بے چارہ محنت کر رہا ہوتا ہے، ہمیں سایہ دے رہا ہوتا ہے، ہمیں نواز رہا ہوتا ہے، ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ ہمارے والد کا ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے ہیں۔ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مُبارک دور کا ایک نہایت ہی پُردَرد واقعہ مُلاحظہ کیجیے:

دُکھیارے باپ کی کہانی اسی کی زبانی

پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بار گاہ میں ایک بیٹا اپنے باپ کی شکایت لے کر حاضر ہوا کہ حضور! میرا والد میرا مال لینا چاہتا ہے۔ نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنے والد کو لے آؤ۔ والد کو لے کر آئے، تو نبیِّ پاک

Go To Index

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہارا بیٹا کہتا ہے کہ تم اس کا مال لینا چاہتے ہو؟ اُس نے عرض کی: حضور! اِس سے یہ بھی تو پوچھیں کہ مال لے کر کیا کرتا ہوں؟ اِس سے پیسے مانگ کر اُن پیسوں کا کیا کرتا ہوں؟ اپنے عزیز و اقارب کی مہمان نوازی کرتا ہوں اور اپنے بال بچوں کی ضَروریات پر خرچ کرتا ہوں۔ ابھی گفتگو جاری تھی کہ اتنے میں جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر ہوئے اور کہا: حضور! اِس والد نے دِل ہی دِل میں کچھ اَشعار ترتیب دیئے ہیں، ابھی تک وہ اَشعار اِس کی اپنی زبان پر بھی نہیں آئے، حضور! آپ اسے کہیں کہ وہ اَشعار سنائے۔ نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا کہ تم نے کچھ اَشعار سوچے ہوئے ہیں جو ابھی تک تمہاری زبان سے نکلے نہیں ہیں، اِس پر اُس نے کہا: اللہ پاک ہمیشہ آپ کے معجزات کے ذَریعے ہمارے دِلی یقین اور بصیرت میں اِضافہ فرماتا رہتا ہے۔ اب اس والد نے نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وہ اَشعار سنائے جن کا اُردو ترجمہ یہ ہے: ”میں نے تجھے غِذا پہنچائی، جب سے تو پیدا ہوا تیرا بار اُٹھایا، جب تو نِنھا تھا میری کمائی سے بار بار سیر اب کیا گیا، جب کوئی بیماری غم بن کر تجھ پر اُترتی تو میں تیری بیماری کی وجہ سے رات بھر جاگتا رہتا، میرا دِل تیرے مَرنے سے ڈرتا حالانکہ مجھے خوب معلوم تھا کہ موت یقینی ہے اور سب پر مسلط کر دی گئی ہے، میری آنکھیں یوں بہتیں کہ گویا وہ مَرض جو رات کو تجھے ہوا تھا نہ کہ مجھے، ایسا ہوتا کہ مجھے ہوا ہے یعنی بیمار تو ہوتا تھا تکلیف مجھے ہوتی تھی، میں بے چین ہو جاتا، میں نے تجھے یوں پالا جب تو پَروان چڑھا اور اس حَد تک پہنچا کہ مجھے اُمید لگی کہ اب تو

میرے کام آئے گا تو تو نے میرا بدلہ سختی و بدزبانی سے دیا، اے کاش! جب تو نے والد ہونے کے حق کا لحاظ نہ کیا تو ایسا ہی سلوک کر لیتا جیسا ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ساتھ کرتا ہے، اتنا تو میرا خیال رکھ لیتا۔" اُس دُکھیارے باپ نے جب نبیِّ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اَشعار سنائے تو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس نوجوان بیٹے کا گریبان پکڑ کر اِرشاد فرمایا: اِذْهَبْ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِیْكَ جا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔[1]

ماں باپ اپنے لیے نہیں، اپنے بچوں کے لیے جیتے ہیں

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ "تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔" آج پیسے دیتے ہوئے بیٹا کہتا ہے: ابو یہ میرے ہیں اور یہ آپ کے ہیں، کتنے دوں؟ بار بار کیوں مانگتے ہو؟ باپ نے تو کھلاتے ہوئے کبھی یہ نہیں کہا تھا بلکہ اپنا نوالہ روک کر ہمارے منہ میں ڈالا تھا، اپنی خواہشیں مار کر ہمیں پالا تھا، ابو نے خود نیا لباس کم پہنا تھا مگر ہمیں نئے نئے لباس اور نئے نئے جوتے لا کر دیئے، جو ہم نے مانگا ہمارے والد نے پورا کیا، کبھی ہم نے سوچا کہ ہمارے والد نے اپنے لیے کب کیا خریدا؟ کبھی کہا ہو کہ بیٹا آج یہ جوتے بڑے پسند آئے ہیں تو میں اپنے لیے لایا ہوں، اَرے نہیں نہیں، بلکہ باپ کی زبان پر ہمیشہ یہی رہا کہ میں اپنے بیٹے کے لیے لایا ہوں، اپنی بیٹی کے لیے لایا ہوں، اپنی بیوی کے لیے لایا

مدینہ

[1] ......معجم صغیر، باب من اسمه محمد، ۲/ ۶۳، حدیث ۹۴۴۔

ہوں۔ ماں باپ کمال کی ہستیاں ہیں، یہ اپنے لیے نہیں جیتے اپنے بچوں کے لیے جیتے ہیں اور جب بچہ بڑا ہو کر ماں باپ کے ساتھ بے اَدَبی اور بد سلوکی کے ساتھ پیش آتا ہو گا، دِل آزار جملے کہتا ہو گا تو اِس سے ماں باپ کا دِل کتنا دُکھتا ہو گا! کتابوں میں باپ کا اَدب یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ ”بیٹا باپ کے سامنے ایسے ہو جیسے غلام آقا کے سامنے ہوتا ہے۔“[1] باپ جب بیٹے کو کوئی Order دے تو بیٹا لَبَّیْك کہے، یہ والد کا بیٹے پر حق اور اَدب ہے۔ آج حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ بیٹا، باپ اور باپ غلام بنا ہوتا ہے، اب باپ کہہ رہا ہوتا ہے کہ بیٹا تھوڑے پیسے چاہئیں، بیٹا اِنکار کر رہا ہوتا ہے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں یا باپ کہتا ہے کہ بیٹا اِدھر آؤ ذرا سا کام ہے تو بیٹا جواب دیتا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں ہے۔

باپ کو ویرانے میں چھوڑ کر آنے والا بدنصیب بیٹا

حدیثِ پاک میں ہے: سب گناہوں کی سزا اللہ پاک چاہے تو قِیامت کے لیے اُٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا جیتے جی دُنیا میں بھی دیتا ہے۔[2] اِس کا Reaction (رَدِّ عمل) یہ ہوتا ہے کہ اُس کی اپنی اَولاد اُس کی نافرمانی کرتی ہے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک نوجوان کی شادی ہوئی، اُس کا والد بوڑھا تھا، کھانستا رہتا تھا، اُس کی بیوی نے کہا کہ اِس بوڑھے کو گھر سے نکالو۔ بیٹا چونکہ بیوی کا غلام بنا ہوا تھا، وہ اپنے

مدینہ

1 ......تفسیر درمنثور، پ ۱۵، بنیٓ اسرآءیل، تحت الآیۃ: ۲۴، ۲۵۹/۵۔

2 ......مستدرک، کتاب البر والصلۃ، باب کل الذنوب یوخر اللہ... الخ، ۲۱۷/۵، حدیث: ۷۳۴۵۔

باپ کو لے کر چل دیا کہ کہیں ویرانے میں چھوڑ آئے۔ باپ کہنے لگا: بیٹا! سردی میں مجھے کہیں چھوڑنے جارہے ہو، مجھے کوئی کمبل تو دے دو۔ اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا بھی تھا وہ اپنے دادا جان سے کہنے لگا: دادا جان میں آپ کے لیے کمبل لاتا ہوں۔ جب وہ بچہ کمبل لایا تو اُس نافرمان بیٹے نے دیکھا کہ کمبل کو دَرمیان سے کاٹ کر دو ٹکڑے کیا گیا ہے اور آدھا کمبل لایا ہے، وہ نافرمان بیٹا اپنے بیٹے سے کہنے لگا: تم آدھا کمبل کیوں لائے ہو؟ وہ کہنے لگا: آدھا اِن کے لیے لایا ہوں اور جب آپ بوڑھے ہو جائیں گے تو آپ کو بھی تو میں نے کہیں چھوڑنے جانا ہے تو اس وقت آدھا آپ کو دے دوں گا۔ اب اِس نافرمان بیٹے کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اسے یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ آج جو میں اپنے والد کے ساتھ کرنے جارہا ہوں کل میری اَولاد نے بھی میرے ساتھ یہی کرنا ہے۔

والد کی شفقتوں کو کبھی بھی فراموش نہ کیجیے

پہلے ہم سنتے تھے کہ Old House یورپ اور اَمریکا میں ہیں، اب تو پاکستان میں بھی بننے لگ گئے ہیں اور یہاں کے لوگ بھی اپنے باپ کو Old House میں ڈالنے لگ گئے ہیں۔ اَرے نادان! یہ جنّت کا دَروازہ تھا جسے گھر سے نکال کر Old House میں ڈال دیا ہے۔ جوانی میں آ کر بوڑھے باپ کی کھانسی بُری لگ رہی ہے، یہ نہیں سوچا کہ ہم نے تو اُن کے بستر پر گندگی کی تھی مگر اُس وقت والد صاحب نے تو ہمیں لات مار کر گھر سے نہیں نکالا تھا۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ والد صاحب نے ہمارے بچپن میں کتنی راتیں جاگ کر گزاری ہیں؟ یہ سب باتیں اُس وقت اِنسان کو سمجھ میں آتی ہیں جب وہ خود

والد بنتا ہے تب اُسے پتا چلتا ہے کہ بچہ کتنا تنگ کرتا ہے؟ اب تو بہت سی Facilities (سہولیات) آچکی ہیں، بچوں کے پیمپرز آگئے ہیں اور بھی طرح طرح کی Facilities آگئی ہیں۔ سوچنا چاہیے کہ 30، 40 سال پہلے جب ہم چھوٹے تھے اُس وقت تو ان کے پاس پیسے بھی نہیں ہوتے تھے پھر انہوں نے ہمیں کیسے پالا ہو گا؟

بچہ اور بوڑھا دونوں برابر ہیں

یہ بات بالخصوص بچے اور نوجوان ہمیشہ یاد رکھیں کہ Age (عمر) کا ایک حصہ ایسا آتا ہے جس میں اِنسان بوڑھا ہونے کے بعد واپس بچہ بن جاتا ہے گویا کہ یہ پورا Circle ہے۔ بچپن، جوانی پھر بڑھاپا، اب یہ بڑھاپا اور بچپنا ایک لیول رکھتا ہے، جس طرح بچہ بات کو نہیں سمجھتا اِسی طرح بوڑھا بھی بات کو نہیں سمجھ پاتا۔ اگر بچہ ضِد کرتا ہے تو بوڑھا بھی ضِد کرے گا۔ اگر بچے کا Level of Understanding (سمجھنے کا لیول) کم ہے تو بوڑھے کا بھی کم ہو جائے گا۔ ہم کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ابو ہو کر اتنی ضِد کرتے ہیں، اَرے بھائی اِن کو اب 60 سال کا مَت سمجھو بلکہ انہیں چھ سال کا سمجھو، چھ سال کا بچہ جب ضِد کرتا ہے کہ مجھے فلاں چیز چاہیے تو اُس وقت بچے سے کون لڑتا ہے؟ بلکہ اس پر پیار آتا ہے، والد صاحب کی عمر 60 سال ہے، اُن کا Level of Understanding کم ہو چکا ہے، اب اُن پر بھی پیار آنا چاہیے۔ جب والد صاحب بھی بار بار ضِد کریں یا بات نہ مانیں تو اُس وقت سمجھ لینا چاہیے کہ چھ سال کے بچے سے بات کر رہا ہوں۔ اِس طرح کرنے سے والد صاحب کی خدمت کرنا بھی آسان ہو جائے گا اور ان کی کوئی بات

بھی بُری نہیں لگے گی۔ عموماً غصہ اِسی بات پر آرہا ہوتا ہے کہ یہ میری بات کو سمجھ کیوں نہیں رہے ؟ اَوّلاً تو غصہ آنا ہی نہیں چاہیے ، بد نصیب ہیں وہ لوگ جو اِس عمر میں والدین سے بد تمیزی کر جاتے ہیں۔

جیسا کروگے ویسا بھروگے

منقول ہے کہ ایک بیٹا اپنے باپ سے تنگ آگیا، اُس نے اپنے باپ کو گاڑی میں بٹھایا اور منصوبہ بنایا کہ فلاں نہر کے کنارے پہنچ کر اسے دَھکا دے دوں گا۔ جب وہ اپنے باپ کو لے کر اُس نہر کے پُل پر پہنچا تو باپ سمجھ گیا اور کہنے لگا: بیٹا! یہاں نہیں تھوڑا آگے چل کر جہاں پانی گہرا ہے وہاں سے مجھے دَھکا دینا۔ بیٹا کہنے لگا: یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ کہنے لگا: کیونکہ میں نے بھی اپنے باپ کو اِسی جگہ دَھکا دیا تھا۔ آج جو تم میرے ساتھ کرنے جارہے ہو میں نے بھی اپنے باپ کے ساتھ یہ کیا تھا جس کا بدلہ مجھے مل رہا ہے۔[1] یہ دُنیا مکافاتِ عمل ہے، جو اَولاد اپنے والد کا اَدب کرتی ہے تو آگے جا کر

مدینہ

[1] ...... جیسی کرنی ویسی بھرنی، ص ۹۰ بتغیر قلیل۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: بے عقل اور شریر اور ناسمجھ جب طاقت و توانائی حاصل کر لیتے ہیں تو بوڑھے باپ پر ہی زور آزمائی کرتے ہیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی اختیار کرتے ہیں جلد نظر آجائے گا کہ جب خود بوڑھے ہوں گے تو اپنے کئے ہوئے کی جزا اپنے ہاتھ سے چکھیں گے، جیسا کروگے ویسا بھروگے اور آخرت کا عذاب سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۴۲۴) حضرتِ سَیِّدُنا ثابت بنانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: کسی مقام پر ایک آدمی اپنے باپ کو مار رہا تھا۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ اے ناہنجار! یہ کیا ہے ؟ اس پر باپ بولا: اسے چھوڑ دو کیونکہ میں بھی اِسی جگہ اپنے باپ کو مارا کرتا تھا، یہی وجہ ہے کہ میرا بیٹا بھی مجھے اِسی جگہ مار رہا ہے، یہ اُسی کا بدلہ ہے اِسے ملامت مَت کرو۔ (تنبیہ الغافلین، باب حق الولد علی الوالد، ص ۶۹)

اُس کی اَولاد بھی اُس کا اَدب کرتی ہے۔ اگر آپ کو کہیں بچے اپنے والد کے ہاتھ چومتے نظر آئیں تو اُس سے جا کر پوچھنا کہ لگتا ہے آپ نے اپنے والد کا اَدب واِحترام کیا ہو گا، وہ ضَرور کہے گا کہ اَلْحَمْدُ لله میں نے اپنے والد کا اِحترام کیا ہے۔ جو شخص اپنے والد کا اِحترام کرے گا اللہ پاک اُس کی اَولاد کو فرمانبردار بنا دے گا۔[1] لٰہذا اپنے والد سے پیار کرو، اُس کا اَدب کرو اور اپنے والد کی Discouragement (حوصلہ شکنی) مَت کرو! کچھ تو ایسے نادان ہوتے ہیں جو اپنے باپ سے بات تک نہیں کرتے اور نہ ہی ملتے ہیں۔ ماں اپنے بیٹے کو میرا لال وغیرہ کہہ کر سینے سے چمٹا لیتی ہے، پیار بھرے اَلفاظ کہتی ہے، باپ اگرچہ واضح اور کھلے اَلفاظ میں یہ نہیں کہتا لیکن حقیقت میں وہ بھی اَولاد سے پیار کرتا ہے تبھی تو اَولاد کے لیے سب کچھ کرتا ہے، وہ زبان سے نہیں کہتا لیکن اُس کے دِل میں بھی اَولاد کے لیے بہت ہمدردی ہوتی ہے۔ کم از کم اسے Acknowledge (تسلیم) تو کرو، باپ کی محبت کا کبھی تو اسے صِلہ دو۔ کبھی بیٹا بھی باپ سے کہہ دے کہ آج میں جو کچھ ہوں آپ ہی کی وجہ سے ہوں، یہ سننے کے بعد یقیناً باپ کی آنکھیں نَم ہو جائیں گی۔

اَحادیثِ مُبارکہ میں باپ کے فَضائل

کچھ لوگ صرف ماں سے بنا کر رکھتے ہیں اور باپ سے لڑتے ہیں، ایسا نہیں کرنا

مدینہ

[1]...... حضورِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: عِفُّوْا تَعِفَّ نِسَاؤُکُمْ وَ بِرُّوْا آبَاءَکُمْ یَبَرُّکُمْ اَبْنَاؤُکُمْ یعنی پاکدامنی اختیار کرو، تمہاری عورتیں بھی پاک دامن رہیں گی اور اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرو، تمہاری اَولاد تم سے اچھا سلوک کرے گی۔

(معجم اوسط، من اسمہ محمد، ۴/۳۷۶، حدیث: ۶۲۹۵)

چاہیے، باپ کا بھی اَدب و اِحترام کرنا لازم ہے۔ اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: باپ جنّت کا دَرمیانی دَروازہ ہے (Central Door Of Jannah) تیری مَرضی ہے اِس کی حفاظت کر یا اسے چھوڑ دے۔[1] ایک اور حدیثِ پاک میں اِرشاد فرمایا: بیٹا اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا یہاں تک کہ بیٹا اپنے باپ کو غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کر دے۔[2] ایک اور مقام پر حدیثِ پاک میں بہت ہی اَہم چیز اِرشاد فرمائی کہ "رَب کی رضا باپ کی رضامندی میں ہے اور رَب کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔[3] آسان اَلفاظ میں یوں کہا جائے کہ جس کا والد راضی اُس کا رَب راضی اور جس کا والد ناراض اُس کا رَب ناراض۔ اللہ پاک کے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں کسی نے حاضر ہو کر عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے حُسنِ اَخلاق کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ اِرشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اُس نے پھر عرض کی: اِس کے بعد کون؟ اِرشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ عرض کی: اِس کے بعد کون؟ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِس مرتبہ بھی یہی اِرشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اُس نے پھر عرض

---

1 ......ترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، ۳/۳۵۹، حدیث: ۱۹۰۶۔

2 ......مسلم، کتاب العتق، باب فضل عتق الوالد، ص ۶۲۴، حدیث: ۳۷۹۹۔ اِس حدیثِ پاک کے تحت حضرت مفتی اَحمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کی کتنی ہی خدمت کرے مگر اس کا حق ادا نہیں کر سکتا، اس کا حق ادا کرنے کی صرف یہ صورت ہے کہ اگر بیٹا آزاد اور مالدار ہو، باپ غلام ہو تو بیٹا اسے خرید لے تاکہ وہ باپ اس کی ملکیّت میں آتے ہی آزاد ہو جائے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۵/۱۸۷)

3 ......ترمذی، کتاب البر و الصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین، ۳/۳۶۰، حدیث: ۱۹۰۷۔

کی: اِس کے بعد کون؟ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ۔[1]

نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ حق تَرجمان سے جو لفظ نکلتا ہے وہ حکمت بھرا ہوتا ہے۔ آخرِ کار حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار ماں کے بارے میں اور ایک بار والد کے بارے میں کیوں فرمایا؟ اِس کی وجہ بیان کرتے ہوئے عُلمائے کِرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے فرمایا ہے کہ ماں کے تین اِحسانات ہوتے ہیں: (1) ماں نو ماہ بچے کو پیٹ میں پالتی ہے (2) وِلادت کے وقت کی تکلیف کو بَرداشت کرتی ہے (3) بچے کی پَروَرِش کرتی ہے جبکہ باپ کا ایک اِحسان ہوتا ہے کہ بچے کی پَروَرِش کرتا ہے۔[2] باپ کا اگرچہ ایک حق اور ماں کے تین حق ہیں مگر اِس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ باپ کا اَدب ہی نہیں کرنا بلکہ عُلَمائے کِرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے لکھا ہے: خدمت ماں کی زیادہ کرے اور عزّت باپ کی زیادہ کرے کیونکہ وہ تمہاری ماں کا شوہر ہے اور تمہاری ماں کا سر تاج ہے۔[3] سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے لکھا ہے کہ اگر والدین کا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو بیٹا کبھی والد کی Favour (حمایت) میں ماں سے اور ماں کی Favour میں باپ سے جھگڑا نہ کرے۔ بیٹے کو کسی کے ساتھ لڑنے کی اِجازت نہیں ہے اسے وہاں بھی اَدب کے دامن کو تھامنا لازمی ہے۔[4]

مدینہ

1 ...... بخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ۴/۹۳، حدیث: ۵۹۷۱۔

2 ...... مراٰۃ المناجیح، ۶/۵۱۵۔

3 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۳۸۷-۳۹۰ ملخصاً۔

4 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۳۹۰ ملخصاً۔

ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب

یاد رکھیے! ماں باپ دونوں قابلِ اِحترام ہستیاں ہیں، دونوں کا اَدب واِحترام کیجیے اور انہیں محبت بھری نگاہ سے دیکھ کر مقبول حج کا ثواب کمائیے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جو نیک اَولاد اپنے والدین کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ پاک اُس کی ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھے گا۔[1] حج کا ثواب گھر میں موجود ہے لیکن محبت والی نگاہ بھی ہونی چاہیے۔ آج اَولاد تیز نظروں اور ڈرانے والی نظروں سے اپنے والدین کو دیکھتی ہے۔[2] ایسی اَولاد پر افسوس ہے جس سے بات کرتے ہوئے والدین ڈرتے ہوں۔ ماں جس بیٹے سے بات کرنے سے ڈر رہی ہو کہ بات کروں گی تو بیٹا لڑے گا، اُلجھے گا۔ وہ بیٹی جس سے بات کرتے ہوئے ماں ڈرتی ہو، ایسا بیٹا اور ایسی بیٹی کس کام کے ہیں؟ ہونا تو یہ چاہیے کہ جب ماں باپ کوئی بات کہیں تو جواباً لَبَّیْك کی صَدا آئے کہ یہ اَنداز ہمیں شریعت سکھاتی ہے مگر آج اَولاد اِس بات کو نہیں سمجھتی۔

فوت شُدہ والدین کو راضی کرنے کا طریقہ

کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے والدین ناراضی کی حالت میں دُنیا سے چلے جاتے ہیں، اَولاد انہیں راضی نہیں کرتی، پھر بعد میں اِحساس ہوتا ہے کہ یہ ہم نے کیا

مدینہ

1. شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، ۶/۱۸۶، حدیث: ۷۸۵۶۔
2. حدیثِ پاک میں ہے: جس نے اپنے والد کو تیز نظر سے دیکھا اس نے والد کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ (تفسیر درِ منثور، پ ۱۵، بنیٓ اسرآئیل، تحت الآیۃ: ۲۳، ۵/۲۶۰)

کر دیا۔ یاد رَکھیے! باپ راضی تو رَب راضی۔ اگر کسی کے والدین دُنیا سے ناراضی کی حالت میں رُخصت ہو چکے ہیں تو عُلَمائے کِرام کَثَّرَھُمُ اللہُ السَّلَام نے لکھا ہے کہ اب اَولاد کو چاہیے کہ والدین کے اِیصالِ ثواب کے لیے خوب خوب نیکیاں کرے اور ان کے لیے دُعائے مغفرت کرتی رہے۔[1] یاد رَکھیے! نیکیاں صرف پیسوں سے ہی نہیں ہوتیں یا صرف مسجد بنا دینا ہی نیکی نہیں ہے، نماز پڑھنا بھی نیکی ہے اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا بھی نیکی ہے۔ جو اَولاد اپنے والدین کی مغفرت کے لیے دُعا کرتی رہے تو اللہ پاک کی رَحمت سے اُمید ہے کہ وہ اُن کی رُوح کو ان سے راضی کر کے انہیں فرمانبرداروں میں شامل فرمادے۔[2]

والدین کے لیے دُعا مانگنے کا طریقہ

اب بھی وقت ہے، اپنی بقیہ زندگی میں اپنے والدین کے لیے دُعائیں کرتے رہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ پاک نے والدین کے لیے دُعا مانگنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ﴿وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًاؕ(۲۴)﴾[3] ترجمۂ کنزالایمان: ”اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن

مدینہ

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۴/ ۳۹۱۔

2 ...... نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زِیارت کیا کرے تو اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔

(شعب الایمان، باب فی بر الوالدین، فصل فی حفظ حق الوالدین بعد موتھما، ۶/۲۰۱، حدیث: ۷۹۰۱)

3 ...... پ۱۵، بنیٓ اسرآءیل: ۲۴۔

Go To Index

(چھوٹی عمر) میں پالا۔“ اللہ پاک ہمارے والدین پر رحم فرمائے اور انہیں جنّت نصیب فرمائے۔ (اِس موقع پر رُکنِ شوریٰ، حاجی ابو مدنی، عبد الحبیب عطاری مدظلہ العالی نے اپنے والدِ ماجد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:) میرے والد صاحب جنہوں نے مجھے اُنگلی پکڑ کر چلنا سکھایا ہے۔ چند دِن بیمار رہے، اگر یہ کہا جائے کہ اللہ پاک کی راہ میں گئے تھے تو یہ بات غلط نہ ہوگی کیونکہ وہ مسجد میں نماز پڑھنے گئے تھے، وہاں اچانک گرے اور انہیں سَر پر چوٹ آئی جس کی وجہ سے وہ ہسپتال منتقل ہوگئے اور پھر دوبارہ گھر پر نہ آسکے۔ اللہ پاک اُن کے دَرَجات بلند فرمائے اور اُن کے صَدقے ہماری مغفرت فرمائے۔ واقعی والدین عظیم ہستیاں ہیں، اللہ پاک ہمیں اِن عظیم ہستیوں کی قدر نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

رِزق میں اِضافے کا نُسخہ

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جسے یہ پسند ہو کہ اس کی عمر اور رِزق میں اِضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے **والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ** کرے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صِلہ رحمی کیا کرے۔ (مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/ ۵۳۰، حدیث: ۱۳۸۱۲)

روزی میں بے بَرَکتی کی وجہ

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: بندہ جب **ماں باپ کے لئے دُعا** ترک کر دیتا ہے تو اس کا رِزق قَطع ہو جاتا ہے۔ (کنز العمال، الجزء: ۱۶، ۸/ ۲۰۱، حدیث: ۴۵۵۴۸)

فہرست

ماخذومَراجع

قرآنِ مجید	کلامِ الٰہی	****
کتاب کانام	مصنف / مؤلف / متوفی	مطبوعات
کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
درمنثور	امام ابوالفضل جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
تفسیر صاوی	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوفی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
بخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۲۷ھ
ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۴ھ
مستدرک	امام ابوعبدُ اللہ محمد بن عبدُ اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۱ھ
معجم اوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث بیروت ۱۴۲۲ھ
معجم صغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
مسند الشھاب	قاضی ابی عبدُ اللہ محمد بن سلامۃ القضاعی	موسسۃ الرسالۃ بیروت
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۱۹ھ
مراٰۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت ۱۴۲۰ھ
تنبیہ الغافلین	فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی، متوفی ۳۷۳ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۲۰ھ
درمختار	علاؤالدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
فتاوٰی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ۱۴۲۷ھ
جیسی کرنی ویسی بھرنی	المدینۃ العلمیۃ	مکتبۃ المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت

ماں باپ کا بَہُت خیال رکھنا چاہئے کہ جیسے ہی پکاریں سارے کام چھوڑ کر جی امّی، جی ابّو کہتے ہوئے ان کی خدمت میں حاضِر ہو جانا چاہئے۔ (نیکی کی دعوت، ص437)

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net